رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

# الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۷ | ۲۵ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء | شنبہ | مطابق ۲۹ محرم سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۳۳


فہرست





## مدینۃ المسیح علیہ السلام

دو ایک روز سے مطلع ابر آلود ہے خدا کرے کہ بارش ہو جائے۔ اسوقت سخت ضرورت تبلائی جاتی ہے

نور ہاسپٹل کے ہال کی چھت مکمل ہو گئی ہے۔ انتظام اور سامان روز بروز مکمل ہو رہے ہیں۔ اور بہت سے مریض زیر علاج ہیں۔ جن کے قیام و طعام کا متکفل نور ہاسپٹل ہے۔

جناب خان بہادر مولوی غلام محمد صاحب احمدی ڈپٹی اسسٹنٹ صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر گلگت ایک لمبے عرصہ کی رخصت پر دارالامان میں تشریف لائے ہیں ٭

## نامہ لنڈن

(نوشتہ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر)

**نماز عید** لنڈن میں نماز عید ۶ ستمبر بروز ہفتہ ۱۱ بجے صبح پڑھی گئی۔ مسجد احمدیہ انگریز۔ عربوں۔ مصریوں اور ہندیوں سے پُر تھی۔ نماز سبز پگڑی والے سبز جبہ پوش خادم المسیح مفتی نے پڑھائی۔ اور بعد نماز چودہری فتح محمد صاحب سیال نے "قربانی کے فلسفہ" پر تقریر کی۔ اور حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کے ایمان و اطاعت کی مثال پیش کر کے اس سبق کی طرف متوجہ کیا۔ جو مسلمانوں کا یہ مقدس دن پیش کرتا ہے۔ اور قربانی کے مفہوم کو واضح کر کے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا کی تفسیر بیان کی۔ حاضرین میں انگریز مسیحی اور تھیوسوفسٹ خواتین بھی تھیں۔ جو محض نماز عید و خطبہ عید کو دیکھنے اور سننے کے لئے آئی تھیں۔ نماز کے وقت برابر کھڑی رہیں۔ اور خطبہ سننے کے بعد خوشی کا اظہار کیا۔ اور پھر آنے کا اقرار اور اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کر کے چلی گئیں۔ نماز کے بعد یہاں کے نومسلموں نے چندہ کیا۔ احمدی احباب یہ پڑھ کر خوش ہونگے۔ کہ چندہ دینے والوں میں ایک طالوکی احمدی خاتون مسز محمد فاطمہ کیتھرین نے ایک اشرفی دی۔ باقیوں نے حسب حیثیت چندہ دیا۔

**ملاقاتیں** ہفتہ رواں میں اخویم بشیر کوریو دو دفعہ تشریف لائے۔ ایک دفعہ نماز عید کے لئے اور دوسری دفعہ اشاعت سلسلہ کی ایک تجویز کے متعلق گفتگو کی غرض سے آئے۔ برادر کوریو کے ساتھ ان کا لڑکا "ماسٹر برسی کوریو" بھی تھا۔ جو مجھے بتا رہا کہ "میرے والد فرصت کے وقت مجھے سلسلہ احمدیہ کی نسبت سناتے رہتے ہیں۔" مسٹر کوریو کے علاوہ مس بروفضل معتمد

ان کے ساتھ ایک مسیحی عورت مس ڈکینین نام آئیں۔ چودھری صاحب مکرم نے ہفتہ رواں میں اپنے لیکچروں کا انتظام کرنے کے لئے سکرٹری "خیال جدید" نام سوسائٹی سے ملاقات کی۔ اور امید ہے۔ کہ ان کی تقریروں کا انتظام جلد ہو سکیگا ؂

## ہائڈ پارک

ہائڈ پارک میں ایک روز میں پگڑی باندھے سیر کو جارہا تھا۔ دور سے آواز آئی۔ لا اله الا الله محمد رسول الله۔ میں نے پھر کر دیکھا تو ایک نوجوان انگریز پکار رہا تھا۔ میں اس کے پاس گیا۔ تو اس نے بتایا کہ میں ملک شام میں گیا تھا۔ ترکوں کو دیکھا ہے۔ گفتگو سے معلوم ہوا۔ کہ وہ یہودی ہے۔ اس کو یہودیت عیسائیت اور اسلام کا فرق بتایا گیا۔ ادھر ادھر سے لوگوں کا مجمع ہو گیا۔ اور اکثر سن کر کہتے تھے۔ "Interesting" دلچسپ ہے۔ اسی پارک میں ایک اور صاحب ملے۔ جنہوں نے "السلام علیکم" کہکر مجھے مخاطب کیا۔ گفتگو سے معلوم ہوا۔ کہ آپ اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں۔ روکنگ میں آپ کا نام جامی داؤد رکھا گیا تھا۔ اور آپ کیتھولک عیسائی ہیں۔ مجھ سے ایک متعصب عیسائی کی طرح بحث کرتے رہے۔ اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے بھی کئے۔ اور آخر السلام علیکم کہکر رخصت ہوگئے۔

## تبلیغ کے دوسرے ذرائع

ہفتہ گذشتہ میں خط و کتابت کے ذریعہ بہت سا کام کیا گیا ہے ڈاک میں رسالے و کتابیں بعض لوگوں کو بھجوائے ہیں۔ مضافات لنڈن میں ایک نومسلم دوست احمدیت پر تقریریں کر رہے ہیں۔ ان کے پانچ کامیاب لیکچر ہو چکے ہیں۔ سوالات و استفسارات کا ایک سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔ غالباً چودھری صاحب بھی لیکچروں کے لئے باہر جائینگے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب چند روز کے لئے تبلیغی دورہ پر لنڈن سے باہر گئے ہیں ؂

## ایک نائجیرین رئیس کا اسلام اور لیڈی مسلمات

پرنس جوناتھن اور سینئر ٹامس نام ایک مسیحی رئیس زادہ مکنہ نائجیریا ایک عرصہ سے احمدی مبلغین کے زیر تبلیغ تھا۔ آخر اللہ کے فضل سے ان کا دل کھل گیا۔ اور پوری تشفی کے بعد انہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ اور حضرت خلیفۃ ثانی سے بیعت کرلی ہے۔ یہ شخص نائجیریا کے ایک رئیس مسلمان کا لڑکا ہے۔ کئی سال سے مسیحی تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اسکی دستگیری کی۔ اور اب ٹامس سے احمد ابراہیم ہو گیا ہے۔ مخلص آدمی ہے۔ نماز عید میں ہمارے ساتھ شامل ہوا۔ چندہ بھی دیا۔ چونکہ اس عاجز کی تبلیغ سے اس نے اعلان اسلام کیا ہے۔ اسواسطے مجھ سے اظہار محبت کرتا ہے۔ اور کہنے لگا۔ کہ بچپن میں میرے باپ نے ایک دفعہ مجھ سے کہا تھا کہ تم باہر جاؤ گے۔ اور وہاں بھی تم کو میری طرح باپ کی طرح کا آدمی ملیگا۔" حضرت مفتی صاحب پر پہلے سے حسن رکھتا ہے۔ دُعاؤں کا بہت قائل ہے سب دوست اس کے لئے دعا کریں۔ اخویم پرنس احمد ابراہیم ٹامس کے علاوہ ایک خاتون لوئیسا ولسن نام نے حضرت مفتی صاحب کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا ہے اس کا اسلامی نام فاخرہ رکھا گیا ؂

## نائجیریا کا ایک خط

نائجیریا سے ایک دوست کا خط آیا ہے۔ جس کا اقتباس حسب ذیل ہے:۔ "اللہ تعالےٰ کی تعریف ہو۔ کہ ہمارا پاک سلسلہ ترقی کر رہا ہے۔ اور نئے لوگ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور ہم اللہ تعالےٰ کی طرف سے مزید امداد کی امید رکھتے ہیں۔ یہاں کے غیر احمدی مسلمانوں میں باہمی جھگڑا ہو گیا ہے۔ اور اس کا باعث ان کے امام کا غیر اسلامی حرکات کا ارتکاب کرنا ہے۔ اب یہ لوگ دو فریق میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ اختلاف شدید ہے اور سخت ہے یہانتک کہ ایک فریق نے دوسرے فریق کے طرفداروں کو کرایہ کے مکانوں سے نکال دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا ہے کہ کچھ لوگ ہمارے لیکچر سننے آتے ہیں۔ اور ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔ بعض کی درخواستیں جماعت میں شامل ہونے کے لئے آئی ہیں ہم ان پر غور کر رہے ہیں۔ اور ان کو موقعہ دیا ہے۔ کہ وہ شرائط بیعت اور مقامی زاید قواعد کا مطالعہ کر کے اطمینان کرلیں۔" یہ خط آپ کو بتائیگا۔ کہ نائجیریا کی جماعت خدا کے فضل سے کیسی مضبوط ہے۔

## جنازہ غائب

اخویم مسٹر یوسف دین کلیٹی نائجیریا سے یورپ کو آتے وقت راستہ میں فوت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ مخلص دوست قصبہ لیگوس میں غیر احمدی اعزہ و والدین کی سختیوں کا شکار رہا۔ اور اس نے دین کی خاطر بہت تکالیف اٹھائیں۔ احباب اس کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور حضرت بلال کے براعظم کی روحانی ترقی کے لئے دُعا کریں ؂

---

# اخبار احمدیہ

---

## احمدیہ کرکٹ کلب

دارالامان میں ایک احمدیہ کرکٹ کلب قائم کی گئی ہے۔ جس کی غرض یہ ہے کہ جماعت کے تعلیم یافتہ طبقہ میں ورزش کا شوق پیدا کیا جائے تاکہ کاروبار کے باعث طبیعت میں جو کسل پیدا ہو جاتا ہے وہ دور ہو کر دین کی خدمت میں زیادہ چستی اور شوق و محنت سے کام کیا جا سکے۔ لیکن یہ کلب اپنے تئیں محدود نہیں رکھنا چاہتا۔ بیرونجات کے احباب کو بھی شامل کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس طرح کہ جو احباب بیرونجات میں رہتے ہیں۔ اس کلب کے با دائے ممبری چندہ ممبر ہو سکتے ہیں۔ ایسے احباب دارالامان میں جب تشریف لائیں تو اس کلب کی ورزشوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔

(ڈاکٹر) حشمت اللہ اسسٹنٹ سرجن کیپٹن احمدیہ کرکٹ کلب قادیان

## احمدیہ مدارس کا معائنہ

شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ نائب ناظر تعلیم و تربیت قادیان دارالامان۔ جالندھر۔ ہوشیارپور۔ لدھیانہ۔ گجرات۔ سیالکوٹ اور شاہ پور کے اضلاع کے مدارس احمدیہ کا معائنہ کر کے ۱۸۔ اکتوبر کو واپس قادیان میں آگئے ہیں ؂

## درخواست دُعا

جناب سید حافظ محمد عبدالوحید صاحب منصوری علیل ہیں۔ ۱۲۔ اکتوبر ان پر عمل جراحی کیا گیا ہے۔ احباب انکی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں ؂

## الفضل کے پرچوں کی ضرورت

ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ڈیپٹری اسسٹنٹ ساہیوال ضلع شاہ پور درخواست کرتے ہیں۔ کہ جلد ۵ کے پرچے یکم جولائی ۱۹۱۸ء سے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۵ - اکتوبر ۱۹۱۹ء

# حضرت مسیح موعودؑ کی اصل شان

ذرۂ بودم مرا بنواختند
چوں خورے گشتم زچشم انداختند
(مسیح موعود)

۱۹ - اگست کے الفضل میں ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی اصل شان اور اسکے خلاف غیر مبایعین کی بے ہودہ سرائیوں کے متعلق ایک مضمون بعنوان بالا لکھا تھا - اور ثابت کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک دینی امر میں حَکَمْ ہیں - اور آپ کے فیصلہ کے خلاف کسی ایسے شخص کو جو آپ کو راستباز اور خدا کا برگزیدہ تسلیم کرتا ہے - کچھ لکھنے کا ہرگز حق نہیں ہے - اس کے جواب میں پیام میں ارشاد ہوتا ہے کہ :-

"گویا دوسرے لفظوں میں قرآن کریم اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہر امر دین میں حَکَم نہیں - بلکہ مسیح موعود حَکَمْ ہیں"

اس کے متعلق ہم گذارش کرتے ہیں کہ اول تو آپ بھی حضرت مسیح موعود کو حکم تسلیم کرتے ہیں - یہ مانا کہ ہر ایک تنازع اور ہر حال میں نہیں - مگر کسی ایک مسئلہ میں تو ضرور تسلیم کرتے ہیں - جیسا کہ خود آپ کا بیان ہے کہ :-

"آپ مامور من اللہ تھے - حکم عدل - لیکن ان معنوں میں کہ آپ کی ہر بات اسی طرح واجب التسلیم ہو"

پس جب آپ کے نزدیک کسی ایک مسئلہ میں بھی حضرت اقدس حکم عدل ہیں - تو آپ ہی کے اس اصول کے مطابق گویا قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مسئلہ میں حکم نہیں رہینگے - لیکن اگر کسی ایک مسئلہ میں بھی مسیح موعود کے حکم ہونے سے قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حکمیت میں فرق نہیں آتا - تو ہر ایک دینی امر میں آپ کے حکم ہونے سے قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمیت میں فرق نہیں آسکتا -

دوسری بات یہ ہے - کہ حضرت مسیح موعود کا دعوے خدا کی اس وحی کی بناء پر جو آپ پر نازل ہوئی - اور احادیث نبویہ کے ماتحت یہ ہے - کہ حضور ہر دینی نزاع میں حکم ہیں - جو آپ کو ہر ایک حال میں حکم تسلیم نہیں کرتا - وہ آپ سے نہیں ہے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ یہ ہیں :-

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے - وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے - اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے - اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے - مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا - اسمیں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے - پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں - عزت سے نہیں دیکھتا - اس لیے آسمان پر اس کی عزت نہیں" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ طبع دوم حاشیہ صفحہ ۲۷)

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے ہر حال اور ہر تنازع میں حکم ٹھیرایا ہے - اور جو آپ سے ہر حال اور ہر تنازع میں فیصلہ نہیں چاہتا - وہ آپ سے نہیں - کیا اس سے بڑھ کر ہمارے بیان اور مسلک کی تائید کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت ہے - اور پھر کیا غیر مبایعین کی گمراہی اور مسیح موعود سے علیحدگی کے لیے کسی مزید ثبوت کی حاجت ہے - ہرگز نہیں -

تیسری بات ہم حکم کی بحث میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حکم کا یہ منشاء نہیں کہ قرآن کریم اور رسول کریمؐ کے منشاء کے خلاف فیصلہ کرے - بلکہ حضرت اقدس کو جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم کے منصب پر سرفراز کیا گیا ہے - تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید اور رسول کریمؐ کے صحیح اقوال کے ہوتے ہوئے پھر جو لوگوں نے نئے نئے خیالات خلاف خدا و رسولؐ کے منشاء کے گھڑ لئے ہیں - اور آپس میں جھگڑے برپا کر رکھے ہیں - ان میں آپ فیصلہ کریں کہ کونسے خیال مطابق منشاء الٰہی و منشاء رسالت پناہی ہیں - اور کون سے نہیں پس آپ کے جو فیصلہ ہیں - وہ خدا اور رسول کریم کے منشاء کے عین مطابق ہیں - یہ نہیں کہ آپ کے فیصلے خدا کے کلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث سے ٹکراتے ہیں - اگر لوگوں کی نظر میں آپ کے فیصلہ ایسے ہوں - جو انہیں قرآن مجید و رسول کریمؐ کے خلاف نظر آتے ہوں - تو اس کے یہ معنے نہیں کہ واقعی آپ کے فیصلہ قرآن و رسول کریم کے خلاف ہیں - بلکہ درحقیقت وہ نافہم لوگوں کے فہم کے خلاف ہیں - پس آپ کے حکم ہونے کے یہ معنی نہیں - کہ قرآن کریم اور رسول کریمؐ حکم نہیں رہینگے - بلکہ آپ کے حکم ہونے کے یہی معنی ہیں - کہ قرآن کریم اور رسول کریم ہی دراصل حکم ہیں - حضرت مسیح موعود ان دونوں کے صحیح منشاء کو ظاہر فرمانے والے ہیں - اور اس حالت میں اگر ہزار حدیث کو بھی آپ ٹھکرا دیں - تو جائز ہو گا - کیونکہ درحقیقت وہ ہزار حدیث رسول کریمؐ کی حدیث نہ ہوگی - بلکہ غلطی سے آپ کی طرف منسوب کیے ہوئے دوسروں کے اقوال ہونگے -

اسی مضمون میں ہم نے جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے ایک خطبہ جمعہ کے اقتباسات درج کئے تھے - اس کے متعلق جناب ایڈیٹر صاحب پیام صلح ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

"جس بزرگ یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مغفور کی زبانی وہ (مبایعین) ہمیں یہ منوانا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ہر دینی امر میں حکم ہیں - انہیں مولوی عبدالکریم صاحب مغفور کا عقیدہ متعلق پیدائش مسیح بھی تو یہی تھا - کہ وہ حضرت مسیح کو بن باپ ہُوا نہ مانتے تھے - پھر جس طرح حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ہر دینی امر میں باوجود مسیح کی پیدائش میں اختلاف رکھنے کے حکم مانتے تھے - اسی طرح ہم بھی مانتے ہیں"

مسیح موعود ہر دینی امر میں حکم ہیں - یہ ہمارا عقیدہ ہے اس کے موید حضرت مولوی عبدالکریم ہیں - جس کا ثبوت آپ کا وہ خطبہ جمعہ ہے - جس کے اقتباسات ۱۹ - اگست کے

الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور پھر یہ عقیدہ عین منشاء مسیح موعود کے مطابق ہے۔ کیونکہ اس خطبہ کی حقیقت کی تصدیق حضرت اقدس نے فرمائی۔ لیکن پیغام کہتا ہے کہ مولوی صاحب حکم کو ماننے کے باوجود مسیح ناصری کی ولادت باپدر کے قائل تھے۔ اسی طرح ہم غیر مبایعین بھی ہیں اب سوال ہوتا ہے۔ کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کب تک مسیح کی باپ سے ولادت کے قائل رہے اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں:۔

"میں ان (مولوی عبدالکریم صاحب راقم) سے بہت عرصہ سے واقف ہوں۔ اسوقت بھی میں نے ان کو دیکھا تھا۔ جب وہ نیچری تھے۔ اسوقت بیعت بھی کر لی تھی۔ لیکن بعض امور ابھی ان کے دل میں تھے۔ چنانچہ مسیح کے بے پدر ہونے پر مجھ سے گفتگو بھی کیا کرتے تھے۔ اور کئی بار کہا کرتے۔ کہ ان کا بھی فیصلہ کر دو۔ مگر میں انہیں جواب دیا کرتا۔ کہ ہمارا یہی مذہب ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔ اس (مسیح کی ولادت بے پدر۔ راقم) کا زبردست ثبوت یہ ہے کہ یحییٰ اور عیسیٰ کا قصہ ہی ایک ہی جگہ بیان کیا ہے پہلے یحییٰ کا ذکر کیا۔ جو بانجھ سے پیدا ہوئے۔ دوسرا قصہ مسیح کا اس کے بعد بیان فرمایا۔ جو اس (بانجھ سے پیدا ہونیوالے۔ راقم) سے ترقی پر ہونا چاہیئے اور وہ یہی ہے۔ کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔"

معلوم ہوا۔ کہ مسیح کی ولادت باپدر کا عقیدہ نیچریوں کا عقیدہ ہے۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب باوجود بیعت کرنے کے جب تک نیچری پن کی آلائش سے بالکل صاف نہ ہو گئے اسی عقیدہ پر قائم رہے۔ لیکن خدا نے نیچریت کی آگ سے ان کو نجات دی۔ اور وہ اس عقیدے سے باز آ گئے چنانچہ حضرت اقدس مولوی صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:۔

مدتے در آتشِ نیچر فرو افتادہ بُود
ویں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم
زیں عجب تر آنکہ او در صحبتم در چند روز
مظہر اسرار حق شد عارف راز قدیم

مولوی عبدالکریم صاحب کا مسیح کی ولادت کے متعلق اوّلاً یہی عقیدہ تھا۔ کہ ان کی پیدائش بے پدر نہیں۔ لیکن اب سوال ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ کب تک رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک کہ وہ احمدی ہو کر نیچریت سے پاک نہ ہو لئے تھے چنانچہ حضرت اقدس نے ان کی ابتدائی حالت کو اسی طرح بیان کیا ہے کہ نیچریت میں ان کا یہی عقیدہ رہا۔ اور پھر ان کی نیچریت کے ثبوت میں سب سے بڑی بات جو حضور نے پیش کی ہے۔ وہ یہی ہے کہ مسیح کی ولادت بے پدر نہ تھی۔ مگر انہوں نے اس حالت سے ترقی کی۔ اور آتشِ نیچر سے سلامت نکلے۔ اور مظہر آیات و اسرارِ حق ٹھہرے۔ اگر غیر مبایعین اسبات پر فخر کرتے ہیں کہ مسیح کی ولادت کے مسئلہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے ہم عقیدہ ہیں۔ تو انہیں خوش نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ عقیدہ نیچریوں کا عقیدہ ہے۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب اس عقیدہ کی موجودگی میں "مسلمانوں کے لیڈر" نہیں بنگئے تھے۔ بلکہ جب اس نیچریوں کے عقیدہ سے علیحدہ ہو گئے۔ اور آتش نیچر سے سلامت نکل آئے تب خدا نے آپ کو "مسلمانوں کا لیڈر" ٹھیرایا۔ اگر تم لوگ اب تک اسی عقیدہ پر قائم ہو۔ کہ مسیح کی ولادت بے پدر نہ تھی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ تم ابھی تک اسی آگ میں جل رہے ہو جس سے خدا نے عبدالکریم کو نجات دی تھی۔ اور یاد رکھو۔ جب تک اس آتشِ نیچر میں جلتے رہو گے۔ مظہر اسرار حق نہیں ہو سکتے۔

ہم نے اس مضمون میں یہ بھی لکھا تھا کہ مسیح موعود تو خدا کے نطق سے بولتے تھے۔ اس لئے آپ کے فیصلوں کے خلاف مولوی محمد علی اور اس کے جاہل ساتھیوں کو کوئی حق نہیں کہ کچھ کہیں۔ اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کو جو نبوت کے متعلق ہیں تم کیوں رد کرتے ہو۔ کیا اسوقت مسیح موعود حکم نہ تھے ہم کہتے ہیں بجا۔ مسیح موعود حکم تھے۔ مگر یاد رہے کہ آپ ہی نے اپنے پہلے خیال کو بدل دیا۔ اور وہ بھی خود نہیں بدلا بلکہ خدا کی وحی سے بدلا۔ جو بارش کی طرح آپ پر نازل ہوئی اور اس عقیدہ پر آپ کو قائم نہ رہنے دیا۔ کیونکہ خدا کو حق حاصل ہے جس بات کو چاہے۔ محو کر دے۔ اور جس کو چاہے برقرار رکھے۔ پس سنہ ۱۹۰۱ء کے پہلے کی تحریریں جو حضرت کی نبوة کے خلاف پیش کی جاتی ہیں۔ ہم انہیں منسوخ نہیں ٹھہراتے اور یہ ہم پر بہتان ہے۔ کہ ہم یا ہمارا امام حضرت مسیح موعود کا سچا جانشین حضور کی تحریروں کو منسوخ کہتے ہیں۔ بلکہ وہ حکم ہی ان کے متعلق کہتا ہے کہ:۔

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے برگزیدہ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اور اس نے مجھے اس عقیدہ پر (کہ مسیح نبی ہے۔ اور میں غیر نبی۔ جیسا کہ آپ کی ابتدائی کتب میں نبوت سے انکار ہے۔ راقم) قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔"

(حقیقة الوحی صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰)

دوسری بات یہ کہ مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ دم آخر تک یہی رہا۔ کہ مسیح ناصری کی ولادت بے پدر ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم نواؤں کو بھی اس بات کا اقرار ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن سے ثابت نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جب مسیح موعود کے نزدیک ثابت ہے۔ اور حضور اس مسئلہ کو منجملہ اپنے دیگر عقائد حقہ کے ایک عقیدہ قرار دیتے ہیں۔ تو پھر کوئی احمدی کہلانیوالا اس عقیدہ کے خلاف عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔

پیام کے خود سر ایڈیٹر صاحب نے اس پر بوگل افشانی کی ہے۔ وہ قابل دید ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"پھر کہا جاتا ہے۔ کہ مسیح موعود نے مسیح علیہ السلام کے[1]..... ہونے کو من عقائد نا لکھا ہے۔ ہم کہتے ہیں

[1] پیام کے اصل مضمون میں یہ عبارت نہیں ہے غالباً چھپنے میں اُڑ گئی ہوگی۔ جو ہمارے خیال میں عبارت کے سیاق و سباق کے لحاظ سے ..

[2] یہ ہو سکتی ہے کہ "بے باپ پیدا" ہم نے حوالہ میں اسی طرح نقل کر دیا جسطرح اصل میں ہے۔ (راقم)

یہ تمہاری ادر بے ہودگی ہے۔ مسیح کے زندہ یا آسمان پر ہونے اور اسی کے واپس آنے کا عقیدہ بھی تو پہلے من عقائدنا میں ہی داخل تھا۔ اور اسوقت تک رہا جب تک کہ الہام نہ ہوا۔ کہ مسیحؑ فوت ہو گیا۔ اور آنیوالا تو ہے۔ پھر کیا اس عقیدے کے متعلق کوئی الہام ہے؟"

ہم تو ایڈیٹر صاحب کی اس عبارت کو پڑھ پڑھ کر حیران ہو رہے ہیں۔ کہ جناب موصوف کو ہو کیا گیا۔ اور ان کا دماغ کیوں چل گیا۔ اور ان کا دل کیوں مسخ ہو گیا کہ انہوں نے اس قسم کی بے معنی اور لغو عبارت لکھدی۔

غور کیجئے۔ مسیح کی حیات کا خیال اس وقت تک عقیدہ رہا۔ جب تک کہ خدا نے حضرت مسیح موعود کو اس عقیدہ کی غلطی پر مطلع نہ کر دیا۔ اور چونکہ مسیح واقعی فوت ہو چکے تھے۔ قرآن شریف وفات مسیح کا موید تھا۔ اور آپ کا عقیدہ محض رسمی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اصل حقیقت سے آپ کو مطلع کر دیا۔ اور آپ نے اپنے اس رسمی عقیدہ کو بدل دیا۔ کیونکہ آپ خدا کی وحی کے متبع تھے۔

اب دوسری طرف غور کیجئے۔ کہ مسیح موعود کا عقیدہ ہے۔ کہ مسیح ناصری بے پدر پیدا ہوئے۔ اور اسپر آپ اپنی تمام حیات طیبہ میں قائم رہے۔ پس اگر خدا تعالیٰ کے علم میں یہ بات غلط ہوتی۔ تو خدا اپنے مامور مسیح کو ہرگز اس غلط عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیتا۔ بلکہ وفات سے قبل ضرور مطلع کر دیتا۔ کیونکہ خدا کی سنت ہے۔ کہ وہ اپنے مامور کو غلطیوں پر قائم نہیں رہنے دیا کرتا۔ اور اگر غلطی ہو جائے تو زندگی میں ہی اصلاح کرا دیتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ کا یہ عقیدہ حق تھا۔ لیکن ستم ظریفی یا ظلم صریح ملاحظہ کیجئے کہ پیغام کے ایڈیٹر صاحب ہم سے کسی الہام کا مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم وہ الہام دکھائیں۔ جو اس عقیدہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا ہو۔ حالانکہ الہام دکھانا ان لوگوں کا فرض ہے۔ جو حضرت کے عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ سوچنا چاہیئے۔ کہ دو عقیدے ہیں۔ ایک یہ کہ مسیح زندہ ہیں۔ دوسرا یہ کہ وہ بے پدر ہیں۔ پہلے کے متعلق خدا کا الہام ہوتا ہے۔ کہ وہ غلط ہے۔ اور دوسرے کے متعلق کوئی الہام نہیں ہوتا۔ کہ وہ غلط ہے۔ اب پہلے کو چھوڑنا درست ہے۔ اور دوسرے کو خطا۔ کیونکہ دوسرے کو چھوڑنے کے لیئے خدا کی گواہی ساتھ نہیں۔ اگر خدا کے علم میں دوسرا عقیدہ بھی غلط ہوتا۔ تو پہلے کی طرح اللہ تعالیٰ اپنے مامور کو اس کی غلطی پر مطلع کر دیتا۔ پس جو شخص دوسرے عقیدہ کو پہلے پر قیاس کر کے چھوڑتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ الہام دکھائے نہ کہ الہام دکھانا اس کا فرض ہے جو اسپر قائم ہے۔

کیا پیام کا ہم سے مطالبہ الہام کرنا جنون کی دلیل نہیں۔ اور پھر کیا دونوں عقیدوں کو ایک بات قیاس کرنا حماقت نہیں۔ اور پھر کیا پہلی کی بنا پر دوسرے کو غلط قرار دینا جہالت نہیں؟ ضرور ہے۔

---

## چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

---

اخباری دنیا میں یہ عام شکایت ہے کہ بعض اخبار نویس حضرات بعض دیگر رسائل و اخبارات سے بلا حوالہ مضمون نقل کر کے شائع کر دیتے ہیں۔ جس سے بے خبروں میں ان کا شہرہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی شکایت ہمیں بھی رہی ہے۔ بعض اوقات ہمارے معاصرین نے ہمارے اخبار سے مضمون بلا حوالہ نقل کئے۔ جس کا وقتاً فوقتاً اظہار کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن ظلم یہ ہے۔ کہ بعض ظالم دوسرے لوگوں کی غیر مطبوعہ تصانیف کے بعض اجزاء یا اکثر یا کلیتہً اپنے نام سے شائع کر دیتے ہیں۔ جس سے لوگ ان سارقوں کی تعریف کرتے۔ اور اصل مصنفین خون کے گھونٹ پی کر رہجاتے ہیں۔ مگر ہمارے مخالفوں کا ہمارے ساتھ اس سے نرالا سلوک ہے۔ جو ظلم ہی نہیں ظلم صریح ہے۔ لوگوں کی چیزیں اگر چراتے ہیں تو غیر مطبوعہ۔ لیکن ہماری چیزیں چرانے والے ہماری مطبوعہ کتب میں سے چراتے اور اپنے نام سے علی الاعلان شائع کر کے ناواقفوں سے اپنے کمال کی داد لیتے ہیں۔

گذشتہ ایام کی بات ہے۔ کہ گوجرات سے ایک رسالہ ایک پیر صاحب نے بنام "الفلاح" جاری فرمایا۔ اس میں دعا کے متعلق ایک مضمون لکھا۔ چند ابتدائی اور آخری فقرات کے سوا باقی تمام مضمون حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پاک کتاب "برکات الدعا" سے لفظاً لفظاً نقل کر دیا ایک جگہ خفیف سا تغیر کیا۔ مگر ایسا جس سے کہ مضمون کی شان میں فرق آگیا۔ جب الفضل میں اسپر نوٹس لیا گیا تو پیر صاحب تو خاموش رہے۔ ظفر علی خان نے کچھ چون و چرا کی تھی۔ مگر ان کا حمایت کرنا ان کے لئے کچھ مفید نہیں ہو سکتا تھا ؛

اسی طرح کا اب ایک تازہ واقعہ پیش آیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۹ء کے روزنامہ "سیاست"[1] لاہور کے صفحہ اول کالم اول میں ایک نظم بعنوان "پیغام اسلام" شائع ہوئی ہے۔ جس کے مصنف کا نام "سیاست" نے "خواجہ سلام الدین امرتسری مقیم لاہور" بتایا ہے۔ اگر یہ نظم شائع ہوتی۔ اور کسی صاحب کے نام کے بغیر شائع ہوتی۔ تو گمان کیا جا سکتا تھا۔ کہ اخبار نے ایک عمدہ نظم سمجھ کر نقل کر دی۔ اگر اصل مصنف کا نام نہیں بتایا۔ تو اسے اپنی ملک بھی نہیں قرار دیا۔ یا یہ کہ خود صاحب اخبار نے نہیں۔ بلکہ کسی دوسرے صاحب نے عمدہ نظم خیال کر کے اصل کتاب سے نقل کر کے بھیجدی۔ کہ شائع ہو جائے۔ اور لوگ اس نظم کے خیالات سے مستفید ہوں۔ مگر یہاں کسی حسن ظنی کی گنجایش نہیں۔ کیونکہ "خواجہ سلام الدین امرتسری" نے اسے اپنا پیغام بنایا ہے۔ اور اس کا نام "پیغام اسلام" رکھا ہے۔ اور اس کا ثبوت کہ خواجہ صاحب کا تخلص اسلام ہے۔ "پیغام اسلام" کے عنوان سے ہی ظاہر ہے۔ دوسرے نظم کے آخری شعر کا پہلا مصرعہ میں اسلام کا لفظ اس کا قافیہ ہے۔ جو تخلص بنا کر مصرعہ کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔ مگر دنیا یہ بات معلوم کر کے حیران رہ جائیگی۔ کہ جناب خواجہ سلام الدین صاحب امرتسری

---

[1] سیاست ہمارے دفتر میں نہیں آتا۔ اس لئے وقت پر اسپر نوٹس نہ لیا جا سکا۔ لیکن لاہور سے ہمارے عزیز بھائی عنایت اللہ شاہ صاحب متعلم اسلامیہ کالج نے سیاست کا یہ پرچہ اپنے طور پر ہمیں بھجوایا۔ اس لئے کچھ دیر کے بعد اسپر نوٹس لیا جا رہا ہے (شہاب)

بکمال بے باکی سے سرقہ کیا۔ اور ایسی کتاب سے سرقہ کیا۔ جو ہزاروں ہاتھوں میں عزت وعقیدت سے گردش کرتی رہی ہے۔ اور اب تک کر رہی ہے۔ اور انشاء اللہ کرتی رہیگی کیونکہ یہ نظم سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی کی تصنیف ہے۔ اور آپکے ابتدائی کلام کا جو مجموعہ ۱۹۱۳ء میں بنام "کلام محمود" شائع ہو چکا ہے۔ اس کے صفحہ ۲۵ و ۲۶ پر یہ نظم درج ہے۔ اور اس نظم کا نمبر شمار (۲۷) ہے۔

کئی صاحب دیوان شعراء کو یہ تو شکایت رہی ہے، کہ ان کا غیر مطبوعہ کلام لوگوں نے اپنے نام سے شائع کر دیا۔ مگر ہمیں کسی غیر مطبوعہ کلام کے متعلق شکایت نہیں مطبوعہ کے متعلق ہے۔ کہ غیروں نے دن دہاڑے ان پر اپنا قبضہ جمانا چاہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی اس نظم کے اشعار کی تعداد سولہ ہے۔ مگر خواجہ صاحب نے چھٹے اور نویں دو دنوں شعروں پر رحم کیا۔ کہ ان کو چھوڑ دیا۔

باقی تمام کی تمام نظم "کلام محمود" سے منقول ہے ہاں صرف آٹھویں۔ پندرھویں اور سولھویں شعر میں بہت ادنیٰ تغیر کیا ہے۔ جس سے افسوس ہے۔ کہ اصل اشعار کو ان کے درجہ سے گرا دیا۔ آٹھویں شعر کا پہلا مصرعہ اس طرح ہے۔ ع

"بحر عرفاں میں تم غوطے لگاؤ ہر دم"

اس میں خواجہ صاحب نے یہ تصرف فرمایا کہ لفظ "عرفاں" کہ جس کا عین مکسور ہے۔ اس کو مضموم (عُرفاں) بنا دیا اور نون کو غنہ کر دیا۔ حالانکہ ظاہر ہے۔ کہ نون کے غنہ کر دینے سے وزن درست نہیں رہتا ۔

پھر پندرھویں شعر کا پہلا مصرعہ اصل نظم میں یوں ہے ع

"راہ مولا" میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں"

مگر خواجہ صاحب نے راہ مولا کی بجائے "راہ اللہ" کا لفظ لکھ دیا ہے۔ اہل مذاق خیال فرما سکتے ہیں کہ اس تغیر سے شعر میں کیسی کمی اور غیر مانوسیت پیدا ہو گئی ہے۔ کیونکہ راہ مولا مانوس الفاظ ہیں۔ اور راہ اللہ بلحاظ استعمال غیر مانوس۔ اس نظم کے آخری شعر کا پہلا مصرعہ "کلام محمود" میں یوں ہے۔ ع

"مورد فضل و کرم وارث ایمان و ہدیٰ"

لیکن خواجہ صاحب نے "وہدیٰ" کو گرا کر اس کی جگہ لفظ "اسلام" بھرتی کر دیا۔ اور "ایمان" کے "نون" کو غنہ کر دیا۔ اور اس طرح اصل شعر میں جو زور تھا۔ وہ بہت گھٹ گیا۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ آپ اصل اور بگڑے ہوئے شعر کو مقابلہ میں رکھیں۔ تب آپ پر یہ بات واضح ہو جائیگی۔ اصل شعر یہ ہے

مورد فضل و کرم وارث ایمان وہدیٰ
عاشق احمد و محبوب خدا ہو جاؤ

اور خواجہ صاحب نے اس صورت کو بگاڑ کر جو صورت بنائی ہے۔ وہ یہ ہے۔ ع

مورد فضل و کرم وارث ایماں اسلام
عاشق احمد و محبوب خدا ہو جاؤ

آخر میں ہم یہ گذارش کرتے ہیں۔ کہ ہم خوش ہیں کہ لوگوں کے دل ہماری باتوں کو قبول کر رہے ہیں۔ اگرچہ زبان سے تو انکار رہی ہے۔ لیکن ہمیں اپنے مخالفوں کی یہ دیدہ دلیری کبھی پسند نہیں آسکتی۔ نہ کوئی دانا اس کو پسند کر سکتا ہے۔ کہ ہماری چیزوں کو اور ایسی چیزوں کو جو مدتوں سے چھپ کر دنیا میں شائع ہو چکی ہیں۔ چرا کر اپنے نام سے چھپوائیں۔ کیونکہ یہ جرم ہے نہ صرف اخلاقی۔ بلکہ مذہبی اور شرعی۔ غالباً قانونی بھی۔

اگر خواجہ صاحب کو یہ نظم پسند آئی تھی۔ اور ضرور پسند آنی چاہیئے تھی۔ تو ان کی پسندیدگی کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ اس کو اپنا مال ہی بنا لیتے۔ جبکہ دنیا میں سینکڑوں لوگوں کے پاس اس کے اصل مصنف کے نام سے یہ نظم دوسری نظموں کے ساتھ کتابی صورت میں موجود ہے۔ اور وہ لوگ زندہ ہیں۔ اور کتابیں اپنی اصلی حالت میں محفوظ ۔

---

## "اسلامی مناظر فتحیاب ہوا"

---

یہ فقرہ اخبار الفقیہ امرتسر مورخہ ۵۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے ایک نوٹ بعنوان "مباحثہ ڈیریانوالہ" میں شائع ہوا ہے۔ جسکی مختصر کیفیت یہ ہے۔ کہ ۱۰۔ ستمبر کو موضع ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ میں ایک مباحثہ ہوا۔ غیر احمدیوں کے مناظر مولوی غلام احمد صاحب اخگر امرتسری اور احمدیوں کے مناظر مولانا حافظ روشن علی صاحب تھے۔ اس کی روئداد جو الفقیہ میں شائع ہوئی ہے۔ اور جس کا ایک فقرہ اس نوٹ کا عنوان ہے۔ اس میں سے یہ چند فقرے قابل ملاحظہ ہیں۔ لکھا ہے کہ :۔

"ہر دو مناظروں کی تین تین تقریریں ہوئیں۔ الحمدللہ کہ اسلامی مناظر فتحیاب ہوا۔ اور تمام حاضرین پر روشن ہو گیا۔ کہ مرزائی مناظر مرزا صاحب کو نبی تو درکنار ایک صادق آدمی بھی ثابت نہ کر سکا"

اگر اسلامی مناظر سے مراد مولوی غلام احمد صاحب اخگر ہیں تو بے شک ان کو فتح عظیم حاصل ہوئی ہوگی۔ مگر یہ فتح نہایت ہی شرمناک تھی۔ کیونکہ جن حاضرین کے متعلق لکھا ہے۔ کہ ان پر روشن ہو گیا کہ مرزا صاحب نبی تو کجا ایک صادق آدمی بھی نہ تھے۔ انہی میں سے دس کس نے بیعت کی اور مرزا صاحب کو نہ صرف راستباز آدمی بلکہ نبی اللہ تسلیم کیا۔

لیکن اگر اسلامی مناظر سے مراد مولانا روشن علی صاحب ہیں۔ تو ان کی کامیابی میں کیسے شک کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ اور دشمن بھی ہنگام مباحثہ دیکھ رہے تھے کہ مخالفوں میں سے آٹھ آدمی کٹ کر حافظ صاحب مکرم کے ذریعہ خلیفہ مسیح موعود کی بیعت کر کے خدام مسیح موعود میں داخل ہو گئے۔ بلکہ آپ کی فتحمندی کا مزید ثبوت یہ ہے کہ بیعت کے خواہاں نارووال تک آپ کے پیچھے پیچھے گئے اور وہاں دو اور آدمیوں نے سلسلہ حقہ میں بیعت کی۔ اگر غیر احمدی اس کو فتح سمجھتے ہیں۔ کہ انہیں سے لوگ علیحدہ ہو کر ان سے شکست کھائے ہوؤں کی غلامی اختیار کریں تو ایسی فتحمندی خدا انہیں ہر میدان میں دے اور پھر اگر غیر احمدی اس کو مرزائیوں کی ہزیمت اور شکست خیال کرتے ہیں۔ تو ہم ایسی ہزیمت اور شکست پر فخر کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر ہزیمت اور شکست کے ذریعہ لوگ ہدایت پائیں۔ تو ایسی ہزیمت پر دہ لاکھ فتوحات قربان جن کے نتیجہ میں لوگ ہزیمت یا فتوں کا شکار ہو جائیں ۔

---

# راجہ سانسی میں غیر احمدیوں کا مباحثہ سے فرار

## غیر احمدی مولوی کی آمد

راقم بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی قصبہ راجہ سانسی ضلع امرتسر میں مباحثہ کے لئے گیا۔ اور غیر احمدی مولوی عبدالحق صاحب ابو تراب ایڈیٹر اہل سنۃ کو مباحثہ کرنے کے لئے لائے۔ جب مولوی صاحب، قریباً ۸ بجے صبح بتاریخ ۵۔ اکتوبر موضع مذکور میں تراب سے ملمع اور انکار مباحثہ کو ساتھ لئے ہوئے پہنچے۔ کیونکہ ان کا ظاہر باطن کی طرف رہبری کرتا تھا۔ کہ مولوی صاحب گھر سے ہی ٹھا کر آئے ہیں۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ میں مباحثہ نہیں کرونگا آخر ویسا ہی ہوا۔ اور مباحثہ کرنے سے انکار ہی کرتے گئے اور شرائط کے طے کرنے میں ہی دو دن ضائع کر کے تیسرے دن امرتسر کو واپس چلے گئے ۔

## فریقین کی خط وکتابت ہمارے پہلے خط کا مضمون

اب ذیل میں اس خط و کتابت کا خلاصہ جو احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان ہوئی ۔ مختصراً تحریر کرتا ہوں :-

مولوی صاحب کے پہنچنے پر ہماری طرف سے ایک رقعہ مشتمل شرائط لکھ کر ان کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اسمیں ہم نے لکھا۔ کہ مباحثہ ۵ بجے شام کو شروع ہو جانا چاہئے اور مکان مباحثہ کوٹھی کچہری سردار گمبھیر سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ ہو گی۔ اور پریزیڈنٹ مباحثہ بھی وہی ہونگے (جن کا فرض صرف انتظام جلسہ قائم رکھنا ہوگا) اور بحث پہلے حیات و وفات مسیح پر ہو گی۔ آپ کے علماء اس مسئلہ میں مدعی ہونگے ۔ اور دوسرا مسئلہ صداقت مسیح موعود پر ہو گا۔ جسمیں ہم مدعی ہونگے ۔ اور وقت کی تقسیم اس طرح ہو گی۔ کہ پہلے حیات مسیح پر ایک گھنٹہ تقریر کرنی ہو گی پھر ہماری طرف سے ایک گھنٹہ تردید ہو گی۔ پھر باقی وقت میں پندرہ پندرہ منٹ کی باری ہو گی۔ اور علیٰ ہذا القیاس دوسرے دن صداقت مسیح موعود پر پہلے ہم ایک گھنٹہ تقریر کرینگے۔ اور مناظرین کے سوا کسی کو بلند بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور نہ ہی کسی کے حق میں دل آزار لفظ استعمال کیا جاویگا۔ یہ شرائط لکھ کر ہم نے ان کی طرف بھیجیں۔ پس قبل اس کے کہ وہ اس کا جواب دیں۔ انہوں نے بھی ایک رقعہ مشتمل شرائط ہماری طرف بھیجا جسمیں لکھا تھا۔

## غیر احمدیوں کی طرف سے جواب

کہ اول مناظرہ صداقت و نبوت مرزا غلام احمد صاحب پر ہو گا۔ مرزائی مناظر مرزا صاحب کی صداقت و نبوت و رسالت ثابت کریگا۔ اور اہلسنت والجماعت مناظر اس کی تردید کریگا۔

دوسرے امر متنازعہ کا تصفیہ قرآن و حدیث و آثار صحابہ و اجماع امت سے ہو گا۔ اور قرآن و حدیث کے معنی وہی مراد لئے جائینگے۔ جو صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و تفاسیر معتبرہ و کتب معتمدہ سے منقول ہے اور فریقین کو اپنی رائے سے تغیر کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر کسی آیت قرآنی کے مفہوم یا بیان مصداق میں اختلاف ہو گا۔ تو اس کا فیصلہ آنحضرت ؐ کی حدیث قولی و فعلی سے یا آثار صحابہ و تابعین و خیر القرون سے کیا جاویگا۔

تیسرے سوائے مناظرین کے کسی تیسرے شخص کو بولنے کی اجازت نہو گی ۔

چوتھے۔ منصف اہل علم مسلمان جو مذہبی علوم کا واقف ہو ہونا چاہیئے ۔

پانچویں۔ مغلوب کو غالب کا مذہب قبول کرنا پڑیگا۔

چھٹے۔ مباحثہ تقریری و تحریری دونو طرح سے ہو گا۔ اول ۲۵ منٹ میں تقریر ہو گی۔ پھر دوسرے ۲۵ منٹ میں تحریر کر کے پرچہ منصف کے حوالہ کیا جاویگا ۔

ساتویں۔ ایک پریزیڈنٹ جلسہ انتظام کے لئے ہو گا۔

## ہمارا دوسرا خط

اس رقعہ کے جواب میں ہماری طرف سے لکھا گیا کہ پہلے حیات و ممات مسیح علیہ السلام پر ہی بحث ہو گی۔ اس لئے کہ صداقت مسیح موعود پر بحث کرنے سے پہلے حیات و ممات مسیح کے مسئلہ پر بحث کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بات تو مسلمہ فریقین ہے۔ کہ ایک مسیح آخری زمانہ میں مبعوث ہو گا۔ فرق یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ آنیوالا آچکا۔ اور آپ کا دعویٰ ہے۔ کہ آنیوالا مسیح وہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ جو کہ آسمان پر بیٹھا ہوا ہے۔ پس آپ ہی انصاف سے بتائیں کہ ہم صداقت مسیح موعود کو ایک ایسی پبلک یا مجلس کے سامنے کیسے پیش کر سکتے ہیں کہ جن کے اذہان میں یہ مرکوز ہے۔ کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔ کیونکہ ہم جتنا بھی صداقت مسیح موعود کا ثبوت ان کے سامنے بیان کرینگے۔ آخر وہ کہدینگے۔ کہ مرزا صاحب کیسے مسیح بن سکتے ہیں۔ حالانکہ آنیوالا مسیح تو آسمان پر زندہ موجود ہے۔ اس لئے پہلے حیات و ممات کے مسئلہ پر بحث کرنا ضروری ہے ۔

دوسری شرط ہمیں کچھ ترمیم کے ساتھ منظور ہے۔ آپنے لکھا ہے۔ کہ وہ تفسیر نہیں مانی جاویگی۔ جو کہ اپنی رائے سے ہو۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ایسی تفسیر جو کہ قرآن مجید کی کسی آیت یا حدیث صحیح اور لغت کے خلاف ہو۔ منظور نہیں ہو گی۔ اور قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید سے یا صحیح حدیث سے ہو گی۔ اور آثار صحابہ و اجماع امت وغیرہ سے بھی۔ بشرطیکہ وہ قرآن مجید یا احادیث صحیحہ یا لغت کے خلاف نہوں۔ منصف کی ضرورت نہیں۔ خود پبلک ہی منصف ہو گی۔ مغلوب یا غالب کی بحث شرائط مناظرہ میں چھیڑنا ہی فضول ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ دیکھو آیات لا اکراہ فی الدین اور لست علیھم بمصیطر وغیرہ ۔

چھٹی شرط۔ کہ پہلے ۲۵ منٹ میں تقریر ہو۔ پھر ۲۵ منٹ میں اس کو تحریر میں لایا جاوے۔ اس سے پبلک میں بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اور شور پڑتا ہے۔ تحریر کے وقت پبلک کیسے خاموش رہ سکتی ہے۔ اور نیز ۲۵ منٹ کی تقریر ۲۵ منٹ میں تحریر نہیں ہو سکتی۔ اور علاوہ اس کے مقرر کو گنجائش ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے بیان یا تقریر کو بدل دے۔ ہاں تحریری مناظرہ کا یہ طریق ہے۔ کہ پہلے پرچے لکھے جائیں اور پھر پبلک کو سنائے جائیں۔ اور سنانے کے بعد ایک دوسرے فریق کو وہی پرچے دستخط کر کے دے دئے جائیں یہ رقعہ ہم نے قریباً گیارہ بجے بھیجا۔ جس کا جواب ہمیں پانچ بجے شام کے بعد دیا گیا

## غیر احمدیوں کا دوسرا رقعہ

کہ اول مباحثہ صداقت و نبوت و رسالت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر ہی ہو گا۔ اگر ان کی نبوت ثابت ہو جائیگی تو ہم وفات مسیح مان لینگے۔ اور آپ کا یہ دعویٰ کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کی قبر کشمیر میں ہے ثابت ہو جاویگا۔ کیونکہ سچے نبی کے کل دعاوی سچے ہوتے ہیں۔ پھر آپ کا ہماری دوسری شرط کے متعلق لکھنا۔ کہ اسمیں ترمیم ہونی چاہیئے۔ ہرگز صحیح نہیں۔ کوئی فقرہ قابل ترمیم نہیں۔ یہی شرط سب شرائط میں سے بحث کی جان ہے اور اسی شرط کے طے ہونے پر حق و باطل کا تصفیہ ہے ہماری یہ شرط بالکل صحیح اور شریعت غرا اور عقل سلیم کے موافق ہے۔ لہذا اس شرط کو آپ ضرور تسلیم کریں۔ پھر آپ کا لکھنا کہ منصف کی ضرورت نہیں۔ پبلک خود فیصلہ کریگی۔ ہم حیران ہیں۔ کہ آپ نے یہ عبارت بغیر سوچے سمجھے کیسے لکھ دی۔ ہر ابجد خوان طفل مکتب بھی سمجھتا ہے۔ کہ بغیر منصف کے کبھی کسی امر کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ رضی نے حکم مقرر نہیں کیا۔ اور کیا قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے حکم مقرر کرنے کی اجازت نہیں فرمائی۔ وقد قال اللہ تعالیٰ فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا۔ اور کیا مباحثہ لدھیانہ میں مرزائی مناظر نے ایک مجہول مذہب کو مولوی ثناء اللہ کے مقابلہ میں حکم مقرر نہیں کیا۔ اور پھر حکم مقرر کرنے میں کیوں گریز کرتے ہیں اور پبلک اسوجہ سے کہ اس کا عام طبقہ عامی ہے۔ جنکو مسائل یا دلائل مذہبی سے پوری واقفیت نہیں۔ اور عامی کا کوئی مذہب نہیں۔ جیسا کہ فقہاء اور علمائے اہل اسلام نے لکھا ہے۔ العامی لا مذھب لہ اس کا مذہب اس کے امام و پیشوا کا ہوتا ہے۔ اور مغلوب کو غالب کا مذہب ماننا بھی عقلاً و نقلاً ضروری ہے جس کا آپ نے بلا دلیل انکار کیا۔ اور مباحثہ تقریری و تحریری ہو گا۔ تقریری حاضرین کے فائدہ کے واسطے۔ اور تحریری اصحاب بیرونجات کیواسطے ؏

لہ معلوم نہیں۔ دلیل سے کیا مراد لیتے ہیں۔ اگر قرآن مجید کی آیات بھی دلیل ہو سکتی ہیں وہ تو پیش کر دی ہیں۔ اور نیز عقل و نقل کا ثبوت نہیں دیا۔ اور نیز جب تک حق کسی کی سمجھ میں آئے اور کوئی ثالث کہدے کہ فلاں مغلوب ہے۔ تو وہ کیسے غالب کے

## احمدی مناظر کی طرف سے جواب

ہماری طرف سے اس کے مقابلہ میں لکھا گیا۔ کہ آپ نے اس وجہ کو جس وجہ سے ہم حیات و وفات مسیح کے مسئلہ کو مقدم کرنا چاہتے ہیں نہیں توڑا۔ ہمیں تو کہتے ہیں کہ تم نبوت کے مدعی ہو۔ اس لئے اس کا ثبوت دو۔ جس کا ہم موقعہ پر ثبوت دینگے۔ لیکن آپ بتائیں کہ کیا آپ حیات مسیح کے مدعی نہیں۔ پھر آپ اس کے اثبات سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ اور کیوں مرد میدان بن کر مباحثہ کے لئے نہیں آتے۔ اور یہ بھی بات ہے۔ کہ اگر حیات مسیح قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے ثابت ہو جائے۔ تو صداقت مسیح موعود پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ تو کیوں اصل کو نہ لیا جائے۔ جس سے دونوں مسئلوں کا فیصلہ ہو جائے۔ ہاں اگر آپ سے مسیح کا زندہ ہونا ثابت نہیں ہو گا۔ تو ہم صداقت مسیح موعود کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں۔ جیسا کہ مسیح ناصری نے اپنی صداقت کے لئے ایلیاء کے آسمان سے نازل ہونے کے اعتراض کے جواب میں کیا۔ اور جیسے مباحثہ امرتسر مابین مولوی ثناء اللہ و مولوی غلام رسول صاحب طے ہوکی کے ہوا۔ دوسری شرط کے متعلق جو ہم نے لکھا ہے اسکو مولوی صاحب سمجھے نہیں۔ اس کو پھر دوبارہ پڑھیں اور سوچیں۔ اور نیز کیا قرآن مجید بھول گئے۔ جسمیں یہ لکھا ہے۔ فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول۔ اگر تم کسی مسئلہ میں اختلاف کرو۔ تو قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے دیکھ لیا کرو کہ کون حق پر ہے اور نیز اگر آپ کے کہنے پر ہم منصف تسلیم بھی کرلیں تو یہاں غیر جانبدار کونسا بڑا عالم ہے۔ جو کہ دونوں فریق کے دلائل کو سمجھ کر فیصلہ کر سکے۔ کیوں پبلک پر ہی فیصلہ نہ چھوڑا جائے۔ کہ جو حق کو سمجھ لے۔ وہ اسکو قبول کرلے۔ آپ کا لکھنا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ نے حکم مقرر کیا تھا۔ تو آپ ہی براہ انصاف بتائیں۔ کہ عمرو بن عاص جو امیر معاویہ کی طرف سے اور ابو موسیٰ اشعری حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے قرار پائے تھے۔ اور عمرو بن عاص اپنے حیلے و تدابیر سے غالب آگیا تھا۔ تو کیا حضرت علی حق پر تھے۔ اور امیر معاویہ حق پر نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ اور نیز یہ فیصلہ حضرت علی نے منظور بھی نہیں کیا تھا۔ اور قرآن مجید کی آیت فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا مرد اور عورت کے جھگڑے کے متعلق ہے

رہا لدھیانہ میں حکم مقرر کرنا۔ تو کیا اس حکم نے یہ نہیں لکھا تھا کہ میں کسی دلائل کی بناء پر یہ فیصلہ نہیں دیتا۔ بلکہ میرے فیصلہ کو ایسا سمجھو۔ جیسا نادان بچہ دو میں سے ایک کو ہاتھ لگا دے۔

## غیر احمدیوں کا جواب

پھر ہم مباحثہ تحریری کرنے پر بھی طیار ہیں۔ مگر اسی طریق سے۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اور ہمارے علماء مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ مگر اسی طریق پر جو عقل و نقل کے مطابق ہے یہ لکھا تھا کہ ان کا ایک اور رقعہ پہونچا۔ جسمیں لکھا کہ آپ ہماری شرائط کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور بحث سے پہلو تہی کر رہے ہیں اگر آپ کے مناظر کی یہی جرأت و ہمت ہے۔ تو یہاں مناظرہ کے لئے کیوں آئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے مناظر میں مولانا ابو تراب صاحب کے مقابلہ کی طاقت نہیں ؏

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد

ساعد سمین خود را رنجہ کرد

## احمدیوں کا آخری رقعہ جس کا جواب نہیں ملا

پہلے تقرر منصف کی شرط تسلیم کریں۔ اور ہماری دوسری شرط بلا ترمیم مان لیں ایسا ہی ہوتے اسی پرچہ میں لکھا۔ کہ اگر ہمارے مناظر کو آپ ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ رقعہ میں مسطور ہے۔ تو کیوں آپ کے مناظر مسئلہ حیات مسیح کا ثبوت میدان میں آکر پیش نہیں کرتے اور گھر بیٹھے ہی کیوں اپنے علم پر اتراتے ہیں۔ ذرا مقابلہ میں آئیں۔ اور مرد میدان بنکر اپنے علم کے جوہر دکھائیں۔ فنعم ما قیل۔

چہ ہیبت ہا بداد ند ایں جواں را

کہ ناید کس بمید ان محمدؐ

اور آپ کے مناظر مقابلہ سے کیوں گریز کرتے ہیں سچ ہے۔

جو خدا کا ہو اُسے للکارنا اچھا نہیں

ہاتھ شیروں پہ نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

یہ آخری رقعہ تھا جس کا ہمیں ان کی طرف سے اب تک جواب نہیں آیا۔ ہم نے تو چاہا کہ کسی نہ کسی طرح مناظرہ ہو۔ اور لوگوں تک حق پہونچ جائے۔ لیکن اس چودھویں صدی کے مولوی نے ہر طرح جان بچائی۔ اور فرار کی راہ لی۔ ہم خود ان کے پاس گئے۔ پھر بھی کچھ ماننے میں نہ آئے۔ اور ثالث ہی کی آڑ لئے بیٹھے رہے۔ آخر سردار رگھبیر سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ کے پاس بھی گئے۔ اور ان سے بھی جا کر کہا۔ کہ یہ بغیر ثالث کے مناظرہ کرنا چاہتے ہی نہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح لوگوں تک حق پہونچ جائے۔ اس لئے یہاں اور کوئی غیر جانب دار ثالث ہونے کے لائق نہیں۔ اس لئے ہم آپ کو ثالث مان لیتے ہیں (جس کا فیصلہ فریقین کے عقائد پر موثر نہیں ہو سکتا)۔ اگر وہ مناظرہ نہ بھی کرنا چاہیں۔ تو کم سے کم دونو فریقوں کو میدان مناظرہ میں بلوا کر ایک ایک تقریر کروائیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا میں ان سے دریافت کرتا ہوں۔ جب صبح کو وقت ان کے پاس ان کا آدمی گیا۔ تو وہ جواب لایا کہ وہ نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ثالث کوئی مسلمان جید عالم ہونا چاہیئے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی۔ کہ یہ چودہویں صدی کے علماء ہو کہ علماؤھم شر من تحت ادیم السماء کے مصداق ہیں۔ مذہبی مناظرہ میں کیوں ثالث بناتے ہیں۔ حالانکہ مناظرہ کی تعریف جو فن مناظرہ والوں نے بیان کی ہے۔ یعنی المناظرۃ توجہ المتخاصمین فی النسبۃ بین الشیئین اظہاراً للصواب۔ اس میں ثالث کی کوئی شرط کہیں نہیں پائی جاتی۔ پھر معلوم نہیں کہ مناظرہ میں ثالث کی کہاں سے شرط بڑھا لیتے ہیں۔ یہاں تک کارروائی اور اس خط و کتابت کا خلاصہ درج کیا گیا ہے۔ جو موضع مذکور میں مولوی ابوتراب صاحب کے مقابلہ میں ہوئی۔ اب اس مضمون پر کچھ لکھتا ہوں۔ جو بعنوان "مباحثہ راجہ سانسی میں مرزائیوں کو شکست فاش" اخبار اہلسنت والجماعۃ کے ایڈیٹر مولوی ابوتراب صاحب نے شائع کیا ہے۔ جو کہ ان کے جھوٹا ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ کیونکہ وہ مضمون جن کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ وہ وہ لوگ ہیں۔ جو عامی ہیں۔ اور عالم نہیں ہیں۔ اور عامی کے متعلق خود مولوی ابوتراب اپنے رقعات میں لکھ چکے ہیں۔ جس کا اعادہ مضمون مندرجہ اہلسنت میں بھی کیا گیا ہے۔ کہ "پبلک کا عام طبقہ اہل علم نہیں اور عامی ہے۔ اور عامی کا کوئی مذہب نہیں۔ کما قالوا العامی لا مذہب لہ"۔ لہذا ان کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ یعنی لامذہب ہیں۔ تو بتلاؤ۔ ان کی بات کیسے تسلیم کی جا سکتی ہے۔ اور کس طرح مانا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ سچ لکھا ہے۔ اور سوچ سمجھ کر اور صحیح علم کی بنا پر لکھا ہے مثل مشہور ہے۔ "دروغ گو را حافظہ نباشد" ہیڈنگ یا عنوان تو یہ رکھا ہے۔ کہ "مباحثہ راجہ سانسی میں مرزائیوں کو شکست فاش"۔ اور آگے جا کر لکھا ہے کہ مرزائیوں نے مباحثہ سے انکار کیا۔ اور اس وجہ سے مباحثہ نہ ہوا۔ کیا یہ دو تو متضاد باتیں سوائے ایسے شخص کے کہ جس کے حافظہ میں کوئی فتور ہو۔ کوئی دوسرا لکھ سکتا ہے۔ غور کرنا چاہیئے۔ کہ جب یہ لوگ مولوی ابوتراب کے قول کے مطابق لامذہب ہیں۔ تو منشی عمرالدین صاحب احمدی کو سمجھانے والے کیسے ہو گئے۔ جو کہ سچا مذہب رکھتے ہیں۔ ایں چہ بوالعجبی است۔

ہم نے ناظرین کے اطلاع کے لئے خط و کتابت کو اختصار سے لکھ دیا ہے۔ تاکہ اولو الالباب اور اہل دانش اس سے نتیجہ نکال سکیں۔ کہ کس نے مناظرہ سے گریز کی اور کون مناظرہ کے لئے تیار تھا۔ آخر میں میں مولوی صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیتا ہوں۔ کہ میں ہر وقت اسی خط و کتابت کی رو سے جو موضع مذکور میں ہوئی۔ مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ اگر مولوی صاحب موصوف مناظرہ کرنے کی جرأت رکھتے ہیں۔ تو آئیں اور مناظرہ کریں۔

مولوی ابوتراب کا ہموطن ایک دوسرا اخبار الفقیہ میں مباحثہ ڈیریانوالہ کے متعلق لکھتا ہے کہ:۔

"الحمد للہ کہ اسلامی مناظر فتحیاب ہوا۔ اور تمام حاضرین پر روشن ہو گیا۔ کہ مرزائیوں کا مناظر مرزا صاحب کو نبی تو در کنار ایک صادق آدمی بھی ثابت نہ کر سکا۔"

پس اس بیان میں ایسا کذب اور تزویر اختیار کیا گیا ہے جس کو کسی شریف آدمی کی طبیعت گوارا نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی سننے کو گوارا کر سکتی ہے۔ اب ہم بتلاتے ہیں کہ فتح کس کو ہوئی۔ اور اولی الانصاف سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ کہ کیا شکست اسی کو کہتے ہیں۔ جو ہمیں حاصل ہوئی۔ اور فتح مبین اسی کو کہتے ہیں۔ جس کا مکفر مسیح موعود مدعی ہے۔

فتح تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک فتح تو یہ کہلاتی ہے کہ عام انسانوں کی زبانوں پر جاری ہو جائے۔ کہ فلاں فریق نے شکست کھائی ہے۔ اور فلاں جیتا ہے۔ دوسری قسم کی فتح پہلی فتح سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ فریقین سے ایک فریق لاجواب ہو کر اور سکوت اختیار کر کے میدان مناظرہ سے چلا جائے۔ ان دونوں باتوں سے تو وہاں کوئی نہیں ہوئی۔ اور ایک تیسری قسم کی فتح ان دونوں سے بین اور واضح ہوتی ہے۔ اور وہ فتح عملی جامہ پہن لیتی ہے۔ وہ یہ کہ فریقین میں سے ایک فریق کے کچھ آدمی دوسرے فریق میں شامل ہو جائیں۔ پس ہمیں خدا تعالےٰ نے ڈیریانوالہ کے مباحثہ میں مبین فتح عطا کی۔ اور دس آدمی فریق مخالف میں سے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے آٹھ آدمیوں نے تو وہاں ہی بیعت کی۔ اور دو آدمیوں نے نارووال جا کر۔ پس فتحیاب وہی کہلا سکتا ہے کہ جس کی طرف مخالف فریق سے کچھ آدمی آ جائیں۔ نہ کہ وہ مناظر کہ جس کے فریق سے نکل کر مخالف مناظر کے فریق میں جا کر شامل ہو جائیں۔ پس اگر حیا و شرم رکھتے ہیں۔ تو ذرا بتائیں۔ کہ انہوں نے کس احمدی کو اپنا معتقد بنایا۔ پس باوجود ہماری فتح اور اپنی شکست کے بین ہونے پر مکفرین انکار کر رہے ہیں۔ سچ ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

خاکسار جلال الدین احمدی مولوی فاضل (سیکھوانی)

# مرزا خدا بخش صاحب غور کریں

## تا سیاہ روئے شود ہر کہ بہ باطل باشد

غیر مبائعین احباب کی ترقی معکوس جو وہ نہایت سرعت سے اعتقادات میں کر رہے ہیں۔ لوگوں سے پوشیدہ نہیں رہی۔ یہاں تک کہ اسی ترقی معکوس کو دیکھ کر اب ان کے غیاز جماعت بھائی ان کے یوم الوصال کے ہر آن منتظر ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ کھلم کھلا دائرہ احمدیت کو جواب دینا کم از کم موجودہ نسل کے لئے تو تقریباً ناممکن ہے۔ تاہم غیر مبائعین کے طرز عمل اور اقوال اور افعال اور جدید رویہ سے جو مترشح ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے غیر احمدی بھائیوں کو بھی مخالفت احمد میں مات کر جائینگے ؎

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

جناب مولوی محمد علی صاحب "امیر قوم" کی تبدیلی عقائد تو احباب پر منکشف ہو چکی ہے۔ اب میں ان کے ایک بڑے مبلغ۔ مصنف کے سابقہ عقیدہ دربارہ نبوت کو ان کی مشہور تصنیف عسل مصفیٰ جدید ایڈیشن سے من و عن نقل کر کے اور اس کے مقابل جناب "امیر قوم" کا عقیدہ جو اس کے بالکل مخالف اور ضد ہے۔ ذیل میں احباب کے موازنہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور جناب مرزا خدا بخش صاحب کی خاندانی شرافت اور غیرت سے امیدوار ہوتا ہوں۔ کہ وہ جناب "امیر قوم" کی طرح اپنے اس عقیدہ میں جو واقعی حق اور سچ ہے۔ تبدیلی یا تاویل کا اعلان نہ کرینگے۔ اور ایسا کرنے میں ان کا کوئی دنیاوی حرج بھی نہیں۔ کیونکہ ان کا امیر زیادہ سے زیادہ ایک انجمن کے پریزیڈنٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے بلا خوف لومۃ لائم پہلے سے زیادہ جرأت دکھا کر اپنے اس عقیدہ سے مکرر اتفاق کرینگے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ آپ مرعوب ہو کر اس صفحہ کا مضمون بھی تبدیل کر کے نیا چھپوا دیں۔

اب میں ذیل میں مولوی محمد علی صاحب اور مرزا خدا بخش صاحب کی بالمقابل تحریریں پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہو کر دونوں نے آیت خاتم النبیین کے معانی میں کیا کیا خیالات ظاہر کئے ہیں:-

ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین

### جناب مولوی محمد علی صاحب امیر قوم غیر مبائعین

محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں؟ ...... آپ نبیوں کے خاتم ہیں۔ اس لئے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئیگا۔ اگر آپ کے بعد نبی آجائے تو آپ کے اس کام کا انقطاع ہو جاتا ہے ...... یہ سچ ہے۔ کہ لفظ خاتم کے معنے مہر بھی ہیں اور خاتم بھی ...... اور علاوہ ازیں غرض تو یہ ہے۔ کہ جو کام نبی کیا کرتے تھے۔ وہ اب آپ کے افاضۂ کمال روحانی سے ہوا کرے گا۔ اس لئے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ...... (آگے چل کر لکھتے ہیں:) اور اس طرح ان دونوں حدیثوں نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت درجہ کے قرب کی نسبت رکھنے والا نبی نہیں ہو سکتا۔ اور دوم جو شخص اس امت میں سے دعویٰ نبوت کرے وہ کذاب ہے۔ سوم۔ نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں۔

ملخصاً از النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۱-۱۱۴

### مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفیٰ و مبلغ غیر مبائعین

یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی آدمی کا باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کا رسول اور نبیوں کی مُہر ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس اعتراض کا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد نرینہ نہیں ہے جواب دیا کہ بے شک ان کی اولاد نرینہ تو نہیں ہے۔ لیکن چونکہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں۔ اس واسطے روحانی اولاد جن سے مراد رسول و انبیاء ہیں۔ وہ ضرور اس کی اُمت میں ہوتے رہینگے۔ اور جو غرض رسولوں اور نبیوں کے مبعوث کرنیکی ہوتی ہے۔ وہ اس رسول کے بعد بھی اسی رسول کی مُہر کے نیچے پوری ہوتی رہیگی۔ یعنی انبیاء ہوا کرینگے۔ اس رسول کی اطاعت اور تابعداری کے جوئے کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہونگے۔ پھر ان معترضین کا اولاد نرینہ کا اعتراض فضول ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُنکا انکو بُرا لگتا تھا۔ اور اس امر سے انکو خوشی تھی۔ کہ اب ان کے بعد اولاد نرینہ نہیں۔ تو اس سلسلہ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ مگر خدا تعالیٰ نے انکو بھی یہ جواب دیکر شرمندہ اور لاجواب کیا۔ اور انکی اُمیدوں پر پانی پھیر دیا۔ کہ اس کے بعد تو برابر قیامت تک نبی و رسول آتے رہینگے۔ اور اسی غرض کو علیٰ رغم دشمن پورا کرتے رہینگے۔ کیونکہ وہ اس رسول کی مُہر کے ساتھ آئینگے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلعم پر تشریعی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (عسل مصفیٰ صفحہ ۲۹۵)

مذکورہ بالا حوالجات پر میں ذیل میں مختصراً محاکمہ کر کے ہر دو صاحبوں کا بین اختلاف بتاتا ہوں:-

### مولوی محمد علی صاحب

(۱) آپ نبیوں کے خاتم ہیں اس لئے کہ آپ کے بعد کوئی نہیں آئیگا

(۲) جو کام نبی کیا کرتے تھے۔ وہ اب آپ کے افاضۂ کمال روحانی سے ہوا کریگا۔ اس لئے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۳) جو شخص اس اُمت میں سے دعویٰ نبوت کرے۔ وہ کذاب ہے

(۴) نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہے۔

### مرزا خدا بخش صاحب

(۱) وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مُہر ہیں۔ اس واسطے انبیاء ہوا کرینگے

(۲) جو غرض رسولوں اور نبیوں کے مبعوث کرنیکی ہوتی ہے وہ اس رسول کے بعد بھی اس رسول کی مُہر کے نیچے پوری ہوتی رہیگی یعنی انبیاء ہوا کرینگے

(۳) انبیاء اور رسول اس امت میں ہوتے رہینگے۔ جو اس رسول کی اطاعت کے جوئے کو اپنی گردن میں اٹھائے ہونگے۔

(۴) رسول اللہ پر تشریعی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ نبی رسول قیامت تک ہوا کرینگے

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

خاکسار محمد فخر الدین ملتانی

# نظارت اُمور عامہ کے اعلانات

## الخطبہ

(۱) پٹھان قوم کی دو لڑکیاں جو دونوں حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ ایک کی عمر ۲۰ سال۔ دوسری کی ۱۷ سال۔ قابل نکاح ہیں پڑھی ہوئی بھی ہیں۔ خانگی امور سے واقف۔

ان لڑکیوں کا ولی یہ چاہتا ہے۔ کہ لڑکے دونوں حقیقی بھائی ہوں۔ ہندوستانی ہوں۔ سیالکوٹ یا سیالکوٹ کے لگ بھگ کسی اور جگہ کے رہنے والے ہوں۔ دیندار تعلیم یافتہ برسر کار ہوں۔

اگر مندرجہ بالا شرائط اوصاف کے لڑکے پنجابی ہوں تب بھی کوئی ہرج نہیں ہے۔ خواہشمند بہت جلد اپنی اپنی درخواستیں دفتر امور عامہ قادیان میں بھجوادیں ؛

(۲)

ایک شریف نوجوان خوش شکل عمر تقریباً ۲۵ سال ترکھانا و لوہارا کام سے واقف۔ نوشت و خواند سے واقف۔ آمدنی تقریباً ۳۵ روپیہ ماہوار۔ قادیان کا رہنے والا۔ نکاح کا خواہش مند ہے۔

جو صاحب قادیان میں اپنی لڑکی کا رشتہ کرنا چاہتے ہوں۔ وہ بہت جلد دفتر امور عامہ میں درخواستیں کریں

مرزا بشیر احمد۔ ناظر امور عامہ قادیان

## اعلان

اگر کسی صاحب جائداد احمدی بھائی کو ایک ایسے احمدی ملازم کی ضرورت ہو۔ جو انتظام جائداد و پیروی مقدمات اور جائداد کی آمد کا حساب کتاب میں رکھنے میں ماہر ہو اس کے لئے امور عامہ میں درخواست کریں۔ کیونکہ ہمارے پاس ایک ایسے شخص کی درخواست آئی ہوئی ہے۔ جو آجکل غیر احمدی رئیس کے پاس مدت سے بھی کام کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی احمدی کے پاس ملازم ہو جاؤں۔ آجکل وہ عہ روپیہ ماہوار تنخواہ اور بارہ من پختہ اناج لیتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی احمدی انھیں ملازم رکھ لے۔ تو وہ مبلغ عہ روپیہ تنخواہ اور کھانا یا کھانے کے عوض میں اسی قدر غلہ (۱۲ من پختہ) پر آسکتے ہیں۔

انھیں ملازم رکھنے والے کو ایک یہ بھی فائدہ ہوگا کہ ان کی بیوی ان کی لڑکیوں کو بھی تعلیم دے سکیگی۔ کیونکہ وہ پڑھی لکھی عورت ہے ؛

مرزا بشیر احمد۔ ناظر امور عامہ قادیان

# فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری سنہ ۱۹۱۹ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کیگئی پھر بعض دفعہ بیعت کرنیوالوں کے نام مہتمم ڈاک کی فہرست سے بھی کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہی کا یہ نمبر شمار ہے۔

(ایڈیٹر)

## بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء

۱۴۲۱۔ مساۃ زہرہ بی بی — پورٹ بلیر
۱۴۲۲۔ محمد عیسٰی صاحب — مونگھیر
۱۴۲۳۔ برکت علی صاحب — ضلع گورداسپور
۱۴۲۴۔ حسن الدین صاحب — " "
۱۴۲۵۔ چودہری نور محمد صاحب — " لائل پور
۱۴۲۶۔ مہر الدین صاحب — " "
۱۴۲۷۔ امتیاز النساء۔ — آسام سلہٹ
۱۴۲۸۔ غلام محمد صاحب — ضلع جہلم
۱۴۲۹۔ برکت بی بی — " سیالکوٹ
۱۴۳۰۔ خوشی محمد صاحب — " گوجرات
۱۴۳۱۔ نثر علی خان صاحب — کلکتہ
۱۴۳۲۔ بابو اللہ بخش صاحب — سندھ
۱۴۳۳۔ مساۃ پھپا پھل — "
۱۴۳۴۔ بشیر الدین صاحب — "
۱۴۳۵۔ میاں خان صاحب — ضلع گوجرات
۱۴۳۶۔ احمد خان صاحب — ضلع گوجرات
۱۴۳۷۔ پیر مبارک شاہ صاحب — " شاہپور

## (اشتہارات)

### از پیشگاہ جناب ایڈیشنل منصف صاحب درجہ دوم پشاور

فرم موسومہ بھگت امیر چند ملکھی چند واقعہ شہر پشاور۔ بذریعہ لالہ مولچند وڈیرا شاہ مالکان و شریک دوکان مذکور — مدعیان

بنام فرم آتی رام ٹھاکرداس واقعہ موضع لکی ضلع بنوں بذریعہ آتی رام ٹھاکرداس شرکیان و کارندگان

دعوی مبلغ صما روپیہ اصل و سود برقرار بہی کھاتہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۳۱ ۱۱/۱۹ کو حاضر عدالت اصالتاً یا بذریعہ مختار ہوکر پیروی مقدمہ خود کریں۔ ورنہ ان کی نسبت یکطرفہ کارروائی عمل میں آویگی۔ بتحریر ۲۰ ۱۰/۱۹

مہر عدالت — دستخط بحروف انگریزی

### اعلیٰ درجہ کے سونے چاندی کے زیورات

احمدی انصار زرگر احمدیت دین ہے

کام صرافی کا کرنا وقت بالتعین ہے

جن اصحاب کو سونے یا چاندی کے زیورات نہایت اعلیٰ درجہ کے خوبصورت اور بغیر ناجائز ملاوٹ کے جس نمونہ کے بنوانے ہوں۔ ان کی طرف سے اطلاع سہ پانچ روپیہ سیکڑہ پیشگی آنے پر تیار کر دئے جائینگے۔ اور باقی روپیہ بذریعہ وی پی بھیجکر وصول کر لیا جائیگا۔ نرخ اس وقت کا محسوب ہوگا۔ جبکہ آرڈر دیا جاویگا ؛

علاوہ ازیں جن اصحاب کو خالص سونا چاندی امرتسر سے منگوانے کی ضرورت ہو۔ وہ بھی میرے ذریعہ منگا سکتے ہیں۔ محصولڈاک وغیرہ کے علاوہ سونا ۲ر فی تولہ کمیشن پر اور چاندی ۱۲ر فی سینکڑہ کمیشن پر بھیجی جائیگی۔ نیز پرانا زیور سونے چاندی کا بھی خرید تا ہوں ؁

المشتہر

احمد الدین احمدی زرگر صراف انصار اللہ قادیان

# ممالک غیر کی خبریں

## ترکی کے ساتھ شرائط صلح

(لنڈن ۔ ۱۷۔ اکتوبر) وزیراعظم نے شفیلڈ کے کارخانہ ہیڈ فیلڈ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ترکی کے ساتھ شرائط صلح پر دستخط ہونے میں اس وجہ سے تاخیر ہوئی۔ کہ یہ معلوم نہیں۔ کہ امریکہ تہذیب کا بوجھ امریکہ کے یا ہر اٹھانا منظور کریگا۔ یا نہیں۔ اور کہا کہ مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ اہالیان امریکہ کو اس مسئلہ سے دو بدو واسطہ پڑا۔ کیونکہ بعض امریکن سلطنت برطانیہ کو نہایت حریص ہونے کا طعنہ دیا کرتے تھے۔ کہ وہ کہیں قطعات اراضی پر قابض ہونے کا موقعہ ہاتھ سے نہیں دیتی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اب امریکنوں پر منکشف ہو گیا ہو گا۔ کہ برطانیہ اعظم کس قدر تکلیف اٹھا کر اشاعت تہذیب کا فرض عظیم سرانجام دے رہا ہے۔ یہ ایسا مقدس کام ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ اور جس کو ہم دنیا کے مختلف حصص میں بجالا رہے ہیں۔ ہم اپنے امریکہ کے بھائی بندوں سے ملتجی ہیں۔ کہ اس کام میں ہمارے شریک ہوں۔ اگر انہوں نے انکار کیا تو مجھے معلوم نہیں۔ سلطنت ترکی کے حصوں کا انجام کیا ہو گا۔ کیونکہ نہ ہم ان کو قبول کرینگے۔ نہ فرانس۔ جو لوگ صدیوں سے نہایت ظلم و ستم کا شکار ہوتے رہے ہیں۔ وہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر امریکہ سے التجا کر رہے ہیں۔ کہ آؤ اور ہماری حفاظت کرو۔ مجھے امید ہے کہ یہ اپیل بے سود نہ جائے گی۔ اسی قسم کی ذمہ داری ہم خود قبول کر رہے ہیں۔ اور ہم محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہم اپنا بوجھ اٹھانے کی طاقت کی انتہائی حد کو پہونچ رہے ہیں۔ اور اس سے آگے جانا ہمارے لئے بعید از دانائی ہو گا۔ یہ حد درجہ کی حماقت ہوگی۔ کہ ترکی کے مسئلہ کے طے ہونے سے پہلے ہم غیر مسلح ہو جائیں سلطنت برطانیہ اور تمام دنیا کے حق میں بہتر ہے کہ یہ معاملہ مناسب طور پر طے ہو جائے۔

## جنگ کی ذمہ واری

(لنڈن ۱۵۔ اکتوبر) برلن کے تار راوی ہیں۔ کہ ایک جرمن پارلیمنٹری کمیشن زیر صدارت ڈاکٹر شن شیجر تحقیقات کر رہی ہے۔ کہ جنگ کی ذمہ داری کن لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ جنرل لیڈنڈراف کونٹ۔ برنسٹراف۔ ڈاکٹر تھمن ہالویگ بطور گواہوں کے طلب کئے جائینگے۔ اخبار "وروپرس" لکھتا ہے کہ قصوروار لوگوں نے بے رحمی کے ساتھ لاکھوں آدمیوں کے لئے تاریخ پیدا کی۔ اب تاریخ بے رحمی کے ساتھ افراد کو سزائیں دے گی ؁

## جرمن جہازوں کی حوالگی

(پیرس ۱۹۔ اکتوبر) کونسل عالیہ نے جرمنی سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ جنگ سے پہلے جرمنی نے جو جہاز ہالینڈ کی کمپنیوں کے حوالے کئے تھے۔ انکو واپس کر دے۔ نیز جو جہاز اسوقت جرمن بندر گاہوں میں موجود ہیں۔ ان کی حوالگی کا بھی مطالبہ کیا ہے ؁

## ہندوستانی فوجی خدمت کے لئے

(لنڈن ۔ ۱۴۔ اکتوبر) مسٹر مانٹگو نے گورنمنٹ ہند کے ساتھ گفت و شنید کے بعد فیصلہ کیا ہے۔ کہ فروری میں سینڈہرسٹ فوجی کالج کے لئے پانچ ہندوستانی اصحاب کو نامزد کیا جائے۔ شمار میں پہلے ایک سرسری امتحان لیا جائے گا۔ لیکن جو امیدوار انگلستان میں ہیں۔ انہیں دفتر وزیر ہند میں ایک سلاحظہ کے بورڈ کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ عمر کی قیود ۱۷ ½ سال سے ۱۹ سال تک ہیں۔ ماسوائے ان امیدواروں کے جو فوج کے ساتھ اس وقت خدمت کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں۔ ان کی صورت میں زیادہ سے زیادہ عمر ۲۱ سال کی ہوگی ؁

## شاہ ایران کی دعوت

لنڈن کی کارپوریشن نے فیصلہ کیا ہے کہ یکم نومبر کو شاہ ایران کی شہر لنڈن کی جانب سے دعوت کی جائے۔

## ایک خبر کی تردید

اس خبر کی تردید کی گئی کہ ملکہ ہالینڈ ولندیزی جزائر مشرق الہند کی سیر کو آرہی ہیں ؁

## مارسیلز کی ہڑتال

اطلاع ملی ہے کہ مارسیلز کی جہاز رانی کی ہڑتال ختم ہو گئی ہے۔ اور کل سے کام شروع ہو جائیگا۔

## قیمتی جواہرات کی چوری

(کولمبو ۱۷۔ اکتوبر) سیلون ٹائمز کا لنڈن کا نامہ نگار بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے کہ مشرقی ممالک کے بندر گاہوں میں سے کسی بندرگاہ پر ایک جہاز پہونچنے والا ہے۔ جس سے قیمتی جواہرات کی چوری کے راز کا انکشاف ہو گا ؁

## امریکہ اور جاپان کے تعلقات

(واشنگٹن ۱۵۔ اکتوبر) سینٹ میں مسٹر لاج نے تقریر کرتے ہوئے جاپان پر یہ الزام لگایا۔ کہ اس نے عہد شکنی کی ہے اور منچوریا اور کوریا میں ممالک غیر کی تجارت کو تباہ کر دیا ہے جاپان نے حوالگی شانٹنگ کے متعلق جو وعدے کئے تھے۔ انمیں سے سب سے ضروری امر کا ذکر نہیں تھا۔ یعنی اس کے واپس کرنیکی تاریخ۔ مسٹر لاج نے کہا کہ جاپان چین کی آبادی کو جنگجو مقاصد کے لئے استعمال کریگا۔ اور یورپ کو خطرہ میں ڈالیگا یہ نہایت ضروری ہے کہ صلحنامہ میں ایک ترمیم کیجائے جسکی رو سے شانٹنگ کے تمام حقوق جاپان کی بجائے چین کو تفویض کئے جائیں۔

## ملک سائبیریا کی خوفناک حالت

لنڈن ۱۷۔ اکتوبر۔ اومسک کا ایک تار ناقل ہے کہ سائبیریا میں ایک نیا وبائی بخار نمودار ہوا ہے۔ جسکی مثال ابھی تک تاریخ عالم میں تلاش کئے سے بھی نہیں ملتی۔ امریکہ کی ریڈ کراس کمیشن کی رپورٹ کے مطابق جو ۶ ماہ سے مغربی سائبیریا میں مقیم ہے اس نے بیان کیا ہے۔ کہ جنوری سے لیکر آج تک سائبیریا کی افواج میں سے ایک لاکھ ۲۳،۰۰۰ ہزار آدمی اس وبا سے [illegible] ہو چکے ہیں۔ [illegible] ؁

(باہتمام شیخ محمود الرحمان صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شایع ہوا)